مباحثہ ومکالمہ کے ایک عمومی، وسیع اور ہمہ جہت عمل کا آغاز کرنا ضروری ہے جس میں بحث کے تمام فریقوں کو اپنا موقف اور استدلال واضح کرنے کا آزادانہ موقع دیا جائے اور استدلال کی قوت ہی یہ فیصلہ کرے کہ کس کی بات میں کتنا وزن ہے۔ کیا ہمارے اکابر علما، اہل فکر ودانش اور مذہبی سیاسی قائدین وقت کی اس اہم ترین ضرورت پر توجہ مرکوز کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

مورث کی زندگی میں کسی وارث کی اپنے حصے سے دست برداری

ہمارے ہاں عام فقہی تصور یہ ہے کہ مرنے والے کی وفات سے پہلے کسی وارث کا وراثت میں سے اپنے حصے کو چھوڑ دینے کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ کہ اگر کوئی وارث مرنے والے کی زندگی میں اپنے حق سے دست بردار ہونے کا فیصلہ کر لے تو بھی مورث کی وفات کے بعد وہ اپنا حصہ وصول کر سکتا ہے۔ اس کی بنیاد اس قانونی نکتے پر ہے کہ وارث کا حق مورث کے مال سے دراصل متعلق ہی اس وقت ہوتا ہے جب مورث مر جائے، اس لیے کسی مال کے ساتھ حق متعلق ہونے سے پہلے اس سے دست بردار ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ خالص قانونی نقطہ نظر سے اس استدلال میں وزن دکھائی دیتا ہے، تاہم اس کے مقابلے میں دیگر اہم تر شرعی وسماجی مصالح یہ تقاضا کرتے ہیں کہ مورث کی زندگی میں کیے جانے والے اس نوعیت کے انتظامات اور تصرفات کو قانونی وزن دیا جائے۔ اس تناظر میں سیدنا عثمان کا درج ذیل اثر بڑی اہمیت کا حامل ہے:

شعبی نے نقل کیا ہے کہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن، عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ جب باغیوں کی طرف سے ان کا محاصرہ کیا گیا تو عثمان نے اسے طلاق دے دی۔ انھوں نے اسے پیغام بھیج کر اس سے اپنی وراثت میں سے اسے ملنے والا آٹھواں حصہ خریدنے کی کوشش کی تھی، لیکن اس نے انکار کر دیا جس پر سیدنا عثمان نے اسے طلاق دے دی۔ جب سیدنا عثمان کو شہید کر دیا گیا تو ام البنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انھیں یہ واقعہ بتایا۔ علی نے کہا کہ عثمان نے اسے چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ جب موت کے قریب پہنچ گئے تو اسے طلاق دے دی! چنانچہ علی نے ام البنین کو ان کا وارث قرار دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۱۹۳۸۱)

وراثت کا حصہ خریدنے سے مراد یہ ہے کہ عثمان یہ چاہتے تھے کہ ام البنین معاوضہ لے کر اپنے اس حصے سے دست بردار ہو جائے جو ان کی وفات کے بعد ام البنین کو ان کی بیوی ہونے کی حیثیت سے ان کی وراثت میں سے ملنا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مورث کی وفات سے پہلے ورثا میں سے کسی کے، اپنے حصے سے دست بردار ہو جانے کو درست اور مورث کی وفات کے بعد قانوناً نافذ العمل سمجھتے تھے اور اسی لیے انھوں نے اپنی بیوی کو معاوضہ دے کر اپنی وراثت میں سے ملنے والے حصے سے دست بردار کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہمارے معاشرے میں وراثت کی تقسیم کے معاملے میں لوگوں کو جن چند در چند پیچیدگیوں سے سابقہ پیش آتا ہے، ان میں سے بہت سی الجھنوں کا تعلق اس نکتے سے بھی ہے کہ مورث کے لیے بسا اوقات اپنی زندگی میں عملاً مال کی تقسیم کرنا ممکن نہیں ہوتا، جبکہ اپنی وفات کے بعد پیدا ہونے والے نزاعات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر وہ اپنی زندگی میں ورثا کے مابین ان کی رضامندی سے کوئی تصفیہ کرنا چاہے جو اس کی وفات کے بعد موثر ہو تو اسے اس کی وفات کے بعد فقہی طور پر موثر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس ضمن میں اگر